حریّت مذہب وضمیراور رواداری کے علمبردار

بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم، بربریت اور تعصّبات کی دنیا میں مبعوث ہوکر عدل واحسان ، مذھبی رواداری اور حریتِ ضمیر ومذھب کی ایسی اعلیٰ تعلیم فرمائی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

بانئ اسلام نے اعلان کیا کہ ’’دین میں کوئی جبر نہیں۔‘‘ (سورۃ البقرۃ 257)

☆ فرمایا ’’جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔‘‘ (کہف 30)

☆ اسلامی تعلیم کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس نے دیگر مذاہب واقوام کے ساتھ عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے البتہ اورقیام عدل کی خاطر ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت دی لیکن عفو کو زیادہ پسند کیا اور فرمایا کہ اس کا اجر خدا نے خود اپنے ذمّہ لیا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ : 41)

غیر قوموں اور مذاہب کی مذھبی زیادتیوں کے جواب میں کسی قسم کی زیادتی کرنے سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

’’ایسی قوم جس نے تمہیں بیت اللہ سے روکا، اس کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اُکسائے کہ تم زیادتی کر بیٹھو بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک

دوسرے کی مدد کیا کرو۔‘‘ (سورۃ المائدہ:2)

رسول کریمؐ کے ذریعہ رواداری کی یہ اعلیٰ تعلیم دی گئی کہ غیر مذھب یا قوم میں بھی جوخوبی یا نیکی پائی جاتی اس کی قدردانی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔’’ سارے اہل کتاب برابرنہیں ہیں ان میں سے ایک جماعت (نیکی پر) قائم ہے۔جوراتوں کواللہ کی آیات پڑھتے اورعبادت کرتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران:114)

اسی طرح بعض اہل کتاب کی دیانت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ’’ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطورامانت رکھ دوتو وہ تمہیں واپس کردیں گے مگربعض ایسے بھی ہیں جوایک دینار بھی واپس نہیں لوٹائیں گے۔‘‘ (سورۃ آل عمران:76)

بعض نیک فطرت خداترس عیسائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’جب وہ رسول کی طرف نازل ہونے والا کلام سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں میں آنسو بہتے دیکھتے ہیں۔اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔پس تو ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔‘‘ (سورۃ المائدہ:84)

بانیٔ اسلام نے رواداری کی یہ تعلیم بھی دی ہے کہ مذھبی بحثوں کے دوران جوش میں آکر دوسرے مذھب کی قابل احترام ہستیوں کو برا بھلا نہ کہو۔

فرمایا'' اورتم ان کو گالیاں نہ دو۔جن کووہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ورنہ وہ بھی اللہ کودشمنی کی راہ سے نادانی میں گالی دیں گے۔(الانعام:109)

رسول کریمؐ نے اس حقیقت سے بھی پردہ اُٹھایا کہ ہرقوم میں نبی آئے تھےاورآغاز میں ہر مذہب سچائی پرقائم تھامگر بعدمیں اپنے نبی کی تعلیم سے انحراف کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوا۔تاہم اب بھی ہر مذہب میں کچھ حصہ ہدایت کا موجود ہے۔

آپؐ نے یہ تعلیم بھی دی کہ سب اقوام کے نبی مقدس اور برگزیدہ تھے، اس لئے وہ منافرت دورکرنی چاہئے جودائرہ ہدایت کومحدودکرنے سے پیدا ہوتی ہےاور باوجود مذھبی اختلاف کے دیگراقوام و مذاہب سے اتحادرکھنا چاہئے اور انسانیت کے ناطےان کےساتھ محبت و پیارکا سلوک کرنا چاہئے۔

اسلام دیگر مذاہب کے پیروؤں کےاحساسات کا بھی احترام سکھاتاہے کہ خواہ وہ حق پر نہ ہوں۔مگر چونکہ وہ سچ سمجھ کراس مذہب کو مان رہے ہیں انہیں اپنے مسلک پرقائم رہنے کا حق ہے۔

مدینہ میں ایک مسلمان اور یہودی کے مابین رسول اللہؐ اورحضرت موسیٰؑ کی فضیلت کا تنازعہ کھڑا ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو۔(بخاری)[1]

بانیٔ اسلام نےمحض مذھبی اختلاف کی بناء پردوسری قوم پرحملہ کرنے کی

تعلیم نہیں دی۔صرف ان اقوام سے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے جو مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پہل کریں۔ چنانچہ فرمایا

''ان لوگوں سے اللہ کی راہ میں لڑائی کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔اور زیادتی نہ کرو۔اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۃ البقرہ:191)

پھر رسول کریمؐ نے غیر مذاہب اور اقوام سے معاہدات کرنے اور ان کو پورا کرنے کی تعلیم دی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''اگر کوئی غیر قوم مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کی مرتکب ہو اور وہ مسلمان تم سے مدد کے طالب ہوں اور تمہارا اس قوم کے ساتھ پہلے سے کوئی معاہدہ ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے اور مظلوم مسلمانوں کی خاطر بھی اس عہد شکنی کی اجازت نہیں۔'' (سورۃ الانفال:73)

البتہ اگر وہ لوگ عہد شکنی کریں تو جوابی کارروائی کا حق ہے۔فرمایا''اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا خدشہ ہو تو ان سے ویسا ہی کرو جیسا کہ انہوں نے کیا ہے۔اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۃ الانفال:59)

پھر بانیٔ اسلام نے محض عدل کی ہی تعلیم نہیں دی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر احسان کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ (سورۃ النحل:91)

اسلام غیر قوموں سے تمدنی تعلقات قائم کرنے، انصاف اور نیکی کا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتا ہے اور یہودی مذہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف

یہود سے سود نہ لو۔ (استثناء:23/19) بلکہ بانیٔ اسلام نے سود کو حرام کر کے سب کے لئے منع کر دیا اور یہ اعلیٰ درجہ کی تمدنی تعلیم دی۔

’’جن لوگوں نے دین کے بارہ میں تم سے لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا۔ ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔‘‘ (سورۃ الممتحنہ:8)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی (مشرک) والدہ اداس ہو کر انہیں ملنے مدینہ آئیں۔ اسماءؓ نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کیا مجھے ان کی خدمت کرنے اور ان سے حسن سلوک کی اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ تمہاری ماں ہے۔

ابن عیینہؒ کہتے ہیں اسی بارہ میں یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین کے بارہ میں جنگ نہیں کی۔ (بخاری)[2]

اسلامی حکومت میں مسلمانوں پر ذمہ داریاں زیادہ اور غیر مسلموں پر نسبتاً کم ہیں۔ مسلمانوں پر جہاد فرض ہے اور لڑائی کی صورت میں بہر حال اس میں شامل ہونا ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ غیر مسلموں کے لئے یہ لازم نہیں۔ مسلمانوں پر پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر حکومت کو دینا واجب ہے۔ غیر مسلموں پر یہ ذمہ داری نہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کو ہر سال اپنی آمدنی کا اڑھائی فیصد زکوۃ دینا لازم ہے۔ جبکہ غیر مسلموں پر جزیہ کی صورت میں معمولی ٹیکس مقرر ہوتا ہے۔

غیر مسلموں کی آزادی میں بھی اسلام نے مسلم غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں رکھی بلکہ اصولی طور پر غلامی کی آزادی کی تعلیم دی اور نبی کریم ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر ہزاروں غیر مسلم غلاموں کو آزاد کر کے اس کا عملی نمونہ عطا فرمایا۔

مشرکین مکہ سے حسن سلوک

مشرکین مکہ نے آنحضرتؐ کو مکہ سے جلاوطن کیا تھا اور مدینہ میں بھی چین کا سانس نہ لینے دیا مگر آنحضرتؐ نے موقع آنے پر ہمیشہ اُن سے احسان کا سلوک ہی روا رکھا۔ اہل مکہ کو ہجرت مدینہ کے بعد ایک شدید قحط نے آگھیرا۔ یہاں تک کہ ان کو ہڈیاں اور مردار کھانے کی نوبت آئی۔ تب مجبور ہو کر ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''اے محمدؐ! آپؐ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ کی قوم اب ہلاک ہو رہی ہے آپؐ اللہ سے ہمارے حق میں دعا کریں (کہ قحط سالی دور فرمائے) اور بارشیں نازل ہوں ورنہ آپؐ کی قوم تباہ ہو جائے گی''۔

آپؐ نے ابوسفیان کو احساس دلانے کے لئے صرف اتنا کہا کہ تم بڑے دلیر اور حوصلہ والے ہو جو قریش کی نافرمانی کے باوجود ان کے حق میں دعا چاہتے ہو۔ مگر دعا کرنے سے انکار نہیں کیا کیونکہ اس رحمت مجسم کو اپنی قوم کی ہلاکت ہرگز منظور نہ تھی۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ اسی وقت آپؐ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے

اور اپنے مولیٰ سے قحط سالی دور ہونے اور باران رحمت کے نزول کی یہ دعا بھی خوب مقبول ہوئی۔ اس قدر بارش ہوئی کہ قریش کی فراخی اور آرام کے دن لوٹ آئے۔ مگر ساتھ ہی وہ انکار و مخالفت میں بھی تیز ہو گئے۔ (بخاری) [3]

آنحضرتؐ نے اہل مکہ کی امداد کے لئے کچھ رقم کا بھی انتظام کیا اور وہ قحط زدگان کے لئے مکہ بھجوائی۔ (السرخسی) [4]

مسلمانوں کے دشمن قبیلہ بنوحنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال گرفتار ہو کر پیش ہوا تو رسول کریمؐ نے ازراہ احسان اسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہؐ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد وہ حضورؐ کی اجازت سے عمرہ کرنے مکے گئے تو مسلمانوں کے طریق پر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنا شروع کیا۔ قریش نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ مسلمان ہو کر عمرہ کرنے آئے ہو۔ ثمامہ نے کہا خدا کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے غلے کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک رسول اللہؐ اجازت نہ فرمائیں۔

قریش ثمامہ کو قتل کرنے لگے مگر بعض سرداروں کی سفارش پر کہ یمامہ سے تمہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ ان سے دشمنی مول نہ لو۔ چنانچہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ ثمامہؓ نے یمامہ جا کر واقعی مکے کا غلہ روک دیا۔ یہاں تک کہ وہاں قحط پڑ گیا۔ تب قریش نے رسول اللہؐ کی خدمت میں لکھا کہ آپ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں ہو اور صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر ہمارا تو غلہ تک رکوا دیا۔ رسول کریمؐ نے ثمامہؓ کو لکھا کہ قریش کے غلہ کے قافلے مکہ جانے دیں۔

چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کی اس طرح اپنی دشمن قوم قریش پر یہ آپ نے ایک گراں قدر اور احسان فرمایا۔(الحلبیہ) 5

مشرکین کے بچوں کے قتل پر ناراضگی

مشرکین مکہ نے غزوۂ احد کے موقع پر مسلمان شہدا کی نعشوں کی بے حرمتی کی تھی اور اُن کے ناک ، کان وغیرہ کاٹے گئے تھے۔حضرت حمزہؓ کا کلیجہ تک چبایا گیا۔مگر آنحضرت ﷺ نے کبھی اس کا بدلہ لینے کا نہیں سوچا بلکہ ہمیشہ اُن کے ساتھ حسن سلوک ہی کیا۔

حسن بن اسودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر مقتولین میں کچھ بچوں کی نعشیں بھی پائی گئیں۔حضورؐ کو جب پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جنھوں نے جنگجو مردوں کے ساتھ معصوم بچوں کو بھی قتل کرڈالا۔ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ وہ مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔نبی کریمؐ نے فرمایا، آج تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں وہ بھی کل مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔یاد رکھو کہ کوئی بھی بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو نیک فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔اس کی یہ کیفیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ بولنا سیکھتا ہے اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنادیتے ہیں۔(احمد) 6

رسول کریمؐ سے پوچھا گیا مشرکوں کے بچوں کا حساب کتاب کیسے ہوگا؟ فرمایا وہ اپنے والدین کے مذہب پر شمار ہونگے۔عرض کیا گیا پھر تو وہ بغیر کسی عمل

کے پکڑے گئے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے وہ کیا کرنے والے تھے۔ (ابوداؤد) [7]

ہجرت مدینہ کے وقت قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ کو گرفتار کر کے لانے والے کیلئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔ جس کے لالچ میں سراقہ بن مالک نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر رسول اللہؐ کا تعاقب کیا۔ مگر جب آپ کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جب تین مرتبہ ایسا ہوا تو وہ توبہ کر کے معافی اور امان کا طالب ہوا۔ رسول کریمؐ نے اسے امان عطا کرتے ہوئے بطور انعام کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت دی۔ فتح مکہ پر وہ مسلمان ہوا اور رسول اللہؐ کے دامن رحمت سے حصہ پایا۔ بعد میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسریٰ کے کنگن بھی اُسے عطا کئے گئے۔ یوں آپؐ کا تعاقب کرنے والا بدخواہ بھی آپ کے انعام واکرام کا ہی مورد ٹھہرا۔ (بخاری) [8]

مفتوح قوم کے مشرک سرداروں سے حسن سلوک

ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح عمر بھر رسول اللہؐ سے جنگیں کرتا رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریمؐ کے اعلان عفو، امان کے باوجود ایک دستے پر حملہ آور ہو کر حرم میں خونریزی کا باعث بنا۔ اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجب القتل ٹھہرا تھا۔ فتح مکہ کے بعد جان بچانے کے لئے وہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی رسول اللہؐ سے اس کے لئے معافی کی طالب ہوئی تو آپ نے کمال شفقت سے معاف فرما دیا۔ وہ اپنے شوہر کو واپس لانے کے لئے

گئی تو خود عکرمہ کو اس معافی پر یقین نہ آتا تھا۔ چنانچہ اس نے دربارنبوی میں حاضر ہوکر اس کی تصدیق چاہی۔ اس کی آمد پر رسول اللہؐ نے اس سے احسان کا حیرت انگیز سلوک کیا۔ پہلے تو آپؐ دشمن قوم کے اس سردار کی عزت کی خاطر کھڑے ہوگئے پھر عکرمہ کے پوچھنے پر بتایا کہ واقعی میں نے تمہیں معاف کردیا ہے۔ (مؤطا) [9]

عکرمہ نے پوچھا کہ کیا اپنے دین (حالت شرک) پر رہتے ہوئے آپ نے مجھے بخش دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر مشرک عکرمہ کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا اور بے اختیار کہہ اُٹھا اے محمدؐ آپ واقعی بے حد حلیم وکریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ رسول اللہؐ کے حسن خلق اور احسان کا یہ معجزہ دیکھ کر عکرمہ مسلمان ہوگیا۔ (الحلبیہ) [10]

مشرکین کا ایک اور سردار صفوان بن امیہ تھا جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھا۔ یہ بھی عمر بھر رسول اللہؐ سے جنگیں لڑتا رہا۔ اپنے جرائم سے نادم ہوکر فتح مکہ کے بعد بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چچا عمیر بن وھبؓ نے رسول اللہؐ سے اس کے لئے امان چاہی۔ آپؐ نے اپنا سیاہ عمامہ بطور علامتِ اسے امان عطا فرمایا۔ صفوان بن عمیر کو واپس مکہ لایا۔ اس نے پہلے تو رسول اللہؐ سے اپنی امان کی تصدیق چاہی پھر اپنے دین پر رہتے ہوئے دو ماہ کیلئے مکہ میں رہنے کی مہلت چاہی آپ نے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی۔

محاصرہ طائف سے واپسی پر رسول اللہؐ نے تالیف قلب کی خاطر اسے پہلے سو اونٹ کا انعام دیا۔ پھر سو اونٹ اور پھر سو اونٹ گویا کل تین صد اونٹ عطا فرمائے۔صفوان بے اختیار کہہ اُٹھا اتنی بڑی عطا ایسی خوش دلی سے سوائے نبی کے کوئی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گیا۔(الحلبیہ)[11]

فتح مکہ کے بعد بنوثقیف کا وفد طائف سے آیا،تو نبی کریمؐ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کی خاطر تواضع کا اہتمام کروایا۔بعض لوگوں نے سوال اُٹھایا کہ یہ مشرک لوگ ہیں ان کو مسجد میں نہ ٹھہرایا جائے کیونکہ قرآن شریف میں مشرکین کو نجس یعنی ناپاک قرار دیا ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اس آیت میں دل کی ناپاکی کی طرف اشارہ ہے،جسموں کی ظاہری گندگی مرادنہیں۔(جصاص)[12]

یہود مدینہ سے سلوک

نبی کریم مدینہ تشریف لائے تو یہود مشرکین اور دیگر قبائل مدینہ کے ساتھ معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ معاہدہ آزادی مذھب اور حرّیت ضمیر کی بہترین ضمانت ہے۔اس معاہدہ کی مذھبی آزادی سے متعلق شقوں کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔

اس معاہدہ کی بنیادی شرط یہ تھی کہ یہود کو مکمل مذھبی آزادی حاصل ہوگی اور اس معاہدہ کے نتیجہ میں کچھ حقوق انہیں حاصل ہوں گے اور کچھ ذمہ داریاں

عائد ہونگی۔

معاہدہ کی دوسری اہم شق یہ تھی کہ مدینہ کے مسلمان مہاجرین وانصار اور یہوداس معاہدہ کی رو سے ''اُمت واحدۃ'' ہونگے۔

ظاہر ہے مذھبی آزادی اور اپنے اپنے دین پر قائم رہنے کے بعد امت واحدہ سے مراد وحدت اور امت کا سیاسی تصور ہی ہے۔

معاہدہ کی تیسری بنیادی شق میں صراحت ہے کہ بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک سیاسی امت ہوں گے۔ یہود کو اپنے دین کی آزادی اور مسلمانوں کو اپنے دین میں آزادی ہوگی۔

معاہدہ کی چوتھی شق کے مطابق مسلمانوں اور یہود کے مدینہ پر حملہ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد لازم تھی۔ مسلمان اپنے اخراجات کے ذمّہ دار اور یہود اپنے اخراجات کے ذمہ دار خود ہونگے البتہ جنگ میں باہم ملک کر خرچ کریں گے۔

فریقین ایک دوسری کی خیر خواہی کریں گے اور نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ (ابن ھشام) [13]

ہر چند کہ یہودی مسلسل معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوتے رہے لیکن نبی کریمؐ نے ہمیشہ ایفائے عہد کے ساتھ حسن سلوک کا خیال رکھا۔

یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں حاضر ہوتے تو آپؐ ان

سے حسن معاشرت فرماتے تھے چنانچہ کسی یہودی کو حضورؐ کی مجلس میں چھینک آجاتی تو آپؐ اسے یہ دعا دیتے کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال اچھا کر دے۔ (خصائص) [14]

یہود کا سلوک اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ گستاخانہ رہا۔ وہ طرح طرح کے سوالات کے ذریعہ آپؐ کی آزمائش کرتے آپؐ کی مجالس میں آتے تو تحریف کی عادت سے مجبور حضورؐ کی مجلس میں بھی الفاظ بگاڑ کر تمسخر کرتے، اپنی طرف توجہ پھیرنے کے لئے رَاعِنَا یعنی ہماری رعایت کرکے بجائے رَاعِیْنَا کہتے جس کے معنے ہمارے چرواہے یا نوکر کے ہیں۔ یہود آپؐ کی مجلس میں آکر سلام کرنے کے بجائے السام علیکم کہتے جس کے معنے ہیں معاذ اللہ آپ پر لعنت اور ہلاکت ہو۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ کچھ یہودی آئے۔ انہوں نے السام علیک کہہ کر نبی کریمؐ کو طعن کیا۔ میں سمجھ گئی اور بول پڑی کہ اے یہودیو تم پر لعنت اور ہلاکت ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو کچھ کہنے کی بجائے مجھے سمجھایا اور فرمایا ٹھہرو اے عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے سنا نہیں انہوں نے آپؐ کو کیا کہا ہے آپؐ نے فرمایا میں نے بھی تو علیکم کہہ دیا تھا کہ تم پر۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے برا بھلا کہنے پر نبی کریمؐ نے ان کو روکا سمجھایا اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ فحش بات پسند نہیں کرتا۔ اسی سلسلہ

میں وہ آیت بھی اتری کہ وَاِذَا جَآؤُکَ حَیَّوکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ (المجادلہ:9) یعنی جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو وہ تجھے ان الفاظ میں سلام کرتے ہیں جن میں تجھے اللہ نے سلام نہیں کیا۔(بخاری)15

نبی کریمؐ سے کسی صحابی نے سوال کیا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں ہم انہیں کیسے جواب دیں آپ نے فرمایا علیکم کہہ کر جواب دے دیا کرو یعنی تم پر بھی۔(بخاری)16

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور مشرک بھی تھے۔آپؐ نے انہیں السلام علیکم کہا۔(بخاری)17

خیبر کی فتح کے موقع پر رسول کریمؐ کی خدمت میں بھنی ہوئی بکری پیش کی گئی جس میں زہر ملایا گیا تھا۔حضورؐ نے منہ میں لقمہ ڈالا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اُگل دیا۔پھر آپؐ نے یہود کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں ایک بات پوچھوں گا کیا سچ سچ بتاؤ گے۔انہوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا۔انہوں نے کہا ہاں۔آپؐ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا، ہم نے سوچا اگر آپؐ جھوٹے ہیں تو آپؐ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو یہ زہر کچھ نقصان نہ دے گا۔(بخاری)18

یہود کی تمام تر زیادتیوں کے باوجود نبی کریمؐ نے مدینہ کے یہود سے احسان کا ہی سلوک فرمایا۔ایک دفعہ یہودی کا جنازہ آرہا تھا۔نبی کریمؐ جنازہ

کے احترام کے لئے کھڑے ہوگئے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ! یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس میں جان نہیں تھی۔ کیا وہ انسان نہیں تھا۔ (بخاری) 19

گویا آپؐ نے یہود کے جنازے کا بھی احترام فرما کر شرف انسانی کو قائم کیا۔

عیسائی قوم سے حسن سلوک

قرآن شریف میں عیسائیوں کی یہ خوبی بیان ہوئی ہے کہ ”تم غیر قوموں میں سے عیسائیوں کو نسبتاً اپنے زیادہ قریب اور محبت کرنے والا پاؤ گے۔“ (سورۃ المائدہ:83)

نجران کے عیسائیوں کا وفد رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بحث ومباحثہ کے دوران ان کی عبادت کا وقت آ گیا۔ نبی کریمؐ نے انہیں مسجد نبوی میں ہی ان کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت فرمائی۔

اہل نجران سے جو معاہدہ ہوا اس میں انہیں مذھبی آزادی کے مکمل حقوق عطا کئے گئے۔

معاہدہ یہ ہوا کہ وہ دو ہزار چادریں سالانہ مسلمانوں کو بطور جزیہ دیں گے نیز یمن میں خطرے کی صورت میں تیس گھوڑے، تیس اونٹ، تیس ہتھیار ہر قسم کے یعنی تلوار، تیر، نیزے عاریتاً مسلمانوں کو دیں گے۔ جو مسلمان بعد استعمال واپس کر دیں گے۔ ”مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ان کے

تمام مالکانہ حقوق مسلّم ہونگے۔ان کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا، نہ ہی کسی اسقف یا کسی پادری کو بے دخل کیا جائے گا۔اور نہ ان کے حقوق میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی ہوگی، نہ ہی اُن کی حکومت اور ملکیت میں۔ نہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا۔ جب تک وہ معاہدہ کے پابند رہیں گے۔ان شرائط کی پابندی کی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔'' (ابوداؤد) [20]

منافقین مدینہ سے حسن سلوک

ہجرت مدینہ کے بعد جن مخالف گروہوں سے رسول اللہؐ کا واسطہ پڑا ان میں منافقین کا گروہ بھی تھا۔ان کی ریشہ دوانیوں کے سدّ باب کیلئے حسب حکم الٰہی رسول اللہؐ اقدام فرماتے تھے،مگر بالعموم ان سے نرمی اور احسان کا سلوک ہی رہا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا۔ہجرت مدینہ کے بعد وہ مسلسل نبی کریمؐ کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور اہانت و گستاخی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا،حتیٰ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ پر جھوٹا الزام لگانے کی جسارت کی۔رسول کریمؐ نے اس دشمن کے ساتھ بھی ہمیشہ عفو ورحم کا معاملہ فرمایا،اس کی وفات پر رسول کریمؐ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے اس کی زیادتیاں یاد کروا کر روکنا چاہا۔رسول کریمؐ نہ مانے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ قرآن شریف میں ان منافقوں کے بارہ میں ذکر

ہے کہ آپ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو وہ بخشے نہ جائیں گے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا عمرؓ پیچھے ہٹو مجھے اس میں اختیار ہے اور میں ستر مرتبہ سے زائد اس کی بخشش کی دعا کرلوں گا۔(بخاری) 21

حواله جات

1 بخاری کتاب التفسیر سورة الاعراف

2 بخاری کتاب الادب باب صلة الو الدالمشرک

3 بخاری کتاب التفسیر سورة الروم لدخان

4 المسبوط للسرخسی جلد10ص92

5 السیرة الحلبیه جلد3ص175بیروت

6 مسند احمد بن حنبل جلد4ص24بیروت

7 ابوداؤد کتاب السنّه باب فی ذراری المشرکین

8 بخاری کتاب بنیان الکعبه باب هجرة النبیؐ

9 مؤطا امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجته

10 السیرة الحلبیه جلد3ص92دار ااحیاء التراث العربی بیروت

11 السیره الحلبیه جلد3ص109بیروت

12 احکام القرآن للجصاص جلد3ص109

13 السیرة النبویه لابن هشام جلد2ص147تا150

14 الخصائص الکبریٰ جزثانی ص167مطبوعه بیروت

15 بخاری کتاب الادب باب الرفق فی الامرکله

16 بخاری کتاب الاستیذان باب کیف الرد علی هل الذمة السلام

17 بخاری کتاب التفسیر سورة آل عمران ولتسمعن من الذین اوتوالکتاب من قبلکم

18 بخاری کتاب الجهاد باب اذا غدر المشرکون بالمسلمین

19 بخاری کتاب الجنائزباب من قام لجنازة یهودی

20 ابوداؤد کتاب الخراج باب اخذ الجزیه والطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد1ص266

21 بخاری کتاب الجنائزباب مایکره من الصلوة علی المنافقین